Globethics Repository

Roze Mahshar ur washan mustafa (PART 2)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-07-14 12:36:37
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/188487

(ا) مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

مقامِ محمود کے بارے میں بعض ائمہ کا قول ہے کہ یہ مقامِ شفاعت کا ہی دوسرا نام ہے۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(۱) کے بارے میں فرمایا:

اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ. یُعَذِّبُ اللهُ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهَرًا، يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ. فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ، ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْإِسْمَ.(۲)

''مقامِ محمود شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کے باعث عذاب دے گا، پھر محمد (ﷺ) کی شفاعت سے انہیں (جہنم) سے نکال کر ایسی نہر کے پاس لایا جائے گا جسے حیات آور کہا جاتا ہے۔ پس وہ اس میں غسل کریں گے اور پھر جنت میں داخل ہو جائیں گے، انہیں (جنت میں) جہنمی کہہ کر پکارا جائے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے (اس نام کے خاتمہ کا) مطالبہ کریں گے تو وہ اس نام کو ان سے ختم کر دے گا۔''

۲۔ مقامِ محمود کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(۱) بني اسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۲) خوارزمي، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۱۴۸

إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذٰلِکَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. (۱)

’’قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبی کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور عرض کریں گے: اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ حتی کہ طلب شفاعت کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا اور یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ. وَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ کَذٰلِکَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. وَزَادَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ: فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب تفسير القرآن، باب قوله: عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا، ۴: ۱۷۴۸، رقم: ۴۴۴۱
۲۔ ترمذي، السنن، کتاب التفسير، باب من سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۳۷
۳۔ بيهقي، السنن الکبرى، ۶: ۳۸۱، رقم: ۴۲۹۵
۴۔ قرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ۱۰: ۳۰۹
۵۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

بِحَلَقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ. (۱)

’’کوئی شخص (دنیا میں بھکاری بن کر) لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ اور فرمایا: قیامت کے دن سورج (مخلوق کے) اتنا قریب ہوگا کہ (ان کا) پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ پس وہ اس حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر حضرت محمد ﷺ سے مدد طلب کرنے جائیں گے۔ عبد اللہ بن جعفر نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا ان سے ابنِ ابی جعفر نے بیان کیا: آپ ﷺ شفاعت کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ آپ جائیں گے حتی کہ جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ لیں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور سارے اہلِ محشر حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔‘‘

۴۔ یزید فقیر کہتے ہیں: مجھے خوارج کی رائے نے گھیر لیا تھا (کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔ پس ہم لوگوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلے (اور سوچا کہ بعد میں) ہم لوگوں کے پاس (اپنے اس عقیدہ کو بیان کرنے کے لئے) جائیں گے۔ فرماتے ہیں: ہمارا گزر مدینہ منورہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت جابر

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الزكاة، باب من سأل الناس تكثراً، ۲: ۵۳۶، رقم: ۱۴۰۵
۲۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۵۴، رقم: ۸۸۴
۳۔ بيهقى، شعب الإيمان، ۳: ۲۶۹، رقم: ۳۵۰۹
۴۔ ديلمى، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷
۵۔ طبرى، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۶
۶۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں: اچانک اُنہوں نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو میں نے اُن سے عرض کیا:

يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ! مَا هَذَا الَّذِی تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾[1] وَ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾[2] فَمَا هَذَا الَّذِي تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ (يَعْنِی الَّذِي يَبْعَثُهُ اللهُ فِيْهِ)؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي يُخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ.

وذكر حديث الشفاعة في إخراج الجهنّميّن.[3]

’’اے صحابیٔ رسول! آپ یہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو (جہنمیوں کے بارے) فرماتا ہے: ﴿بے شک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے واقعۃً رسوا کردیا﴾ اور ایک مقام پر ہے ﴿جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے﴾ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم نے

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹۲

(۲) السجدة، ۳۲: ۲۰

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۷۹، رقم: ۱۹۱

۲۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۵۴، رقم: ۴۴۸

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۲۹، رقم: ۸۵۸

۴۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۹، رقم: ۳۱۵

۵۔ قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ: ۲۷۲

حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام پڑھا ہے جس پر اللہ تعالیٰ انہیں فائز فرمائے گا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم سے نکالے گا۔

’’اس کے بعد انہوں نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری گروہ کے بارے میں حدیثِ شفاعت کا ذکر کیا۔‘‘

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے اللہ رب العزت کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِس سے مراد شفاعت ہے۔‘‘

۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُوْنَ لِي وَيُرَحِّبُوْنَ بِي، فَيَقُوْلُوْنَ: مَرْحَبًا فَأَخِرُّ سَاجِدًا، فَيُلْهِمُنِي اللهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ فَيُقَالُ لِي: اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ، وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷

۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

۳۔ سيوطي، الدر المنثور، ۸: ۵۴۳

الَّذِي قَالَ اللهُ ﴿عَسَى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾.[1]

’’میں جنت کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا، تو کہا جائے گا: کون؟ جواب دیا جائے گا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ چنانچہ وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے اور مجھے مرحبا کہیں گے، میں (اللہ ﷻ کے سامنے) سجدہ ریز ہوجاؤں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثناء کا کچھ حصہ الہام فرمائے گا۔ مجھے کہا جائے گا: سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور فرمائیے آپ کی بات مانی جائے گی۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾۔‘‘

۷۔ ایک حدیث میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ لِأُمَّتِي فِيهِ.[2]

’’یہ وہ مقام ہو گا جس پر میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔‘‘

۸۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

يُجْمَعُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، حُفَاةً عُرَاةً كَمَا خُلِقُوْا، سُكُوْتًا لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ. قَالَ: فَيُنَادِي:

(۱) ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني إسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۱، رقم: ۱۰۸۵۱
۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

مُحَمَّدُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْکَ، وَالشَّرُ لَيْسَ إِلَيْکَ، الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ، وَعَبْدُکَ بَيْنَ يَدَيْکَ، وَلَکَ وَإِلَيْکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجیٰ مِنْکَ إِلَّا إِلَيْکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَيْتَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْبَيْتِ. فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿عَسٰی أَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا o﴾.(۱)

’’اللہ تعالیٰ روزِ آخرت لوگوں کو ایک ہموار میدان میں اکٹھا فرمائے گا، جہاں پکارنے والے کی آواز سب سنیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے، لوگ اسی طرح عریاں ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے اِذنِ الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ (اللہ رب العزت) آواز دے گا: محمد (ﷺ)! آپ ﷺ فرمائیں گے: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیری اطاعت کے لئے مستعد ہوں، ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، اور کسی شر کو تیرے آگے کوئی چارہ نہیں، جس کو تُو ہدایت سے نوازے وہی ہدایت یافتہ ہے، تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، میں تیرے ہی لئے ہوں اور میری دوڑ تیری ہی جانب ہے، تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ذاتِ بابرکات بلند اور پاک ہے، اے بیت اللہ کے رب۔ یہی مقامِ محمود ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾‘‘

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۴
۲۔ نسائی، السنن الكبری، ٦: ۳۸۱، رقم: ۱۱۲۹۵
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۱۳۹، رقم: ۳۴۸۰۰
۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۲: ۳٦، رقم: ۱۰٦۲
۵۔ طيالسی، المسند، ۱: ۵۵، رقم: ۴۱۴

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تُمَدُّ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدًّا لِعَظَمَةِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ لِبَشَرٍ مِنْ بَنِي آدَمَ إِلَّا مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أُدْعَى أَوْلَى النَّاسِ، فَأَخِرُّ سَاجِدًا ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فَأَقُوْمُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَخْبَرَنِي هٰذَا لِجِبْرِيْلَ وَهُوَ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ. وَاللهِ! مَا رَآهُ جِبْرِيْلُ قَبْلَهَا قَطُّ، إِنَّكَ أَرْسَلْتَهُ إِلَيَّ؟ قَالَ: وَجِبْرِيْلُ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ حَتَّى يَقُوْلَ اللهُ: صَدَقَ. ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فِي الشَّفَاعَةِ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! عِبَادُكَ عَبَدُوْكَ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ فَذَالِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

’’قیامت کے روز سطحِ زمین کو عظمتِ رحمٰن کے سبب اتنا کم کر دیا جائے گا کہ کسی بھی بشر کے لئے فقط اپنا پاؤں رکھنے کے لئے جگہ ہو گی۔ پھر سب انسانوں سے پہلے مجھے بلایا جائے گا تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر مجھے اذنِ کلام دیا جائے گا تو میں کھڑا ہو کر عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ ہے وہ جبرئیل جس نے مجھے خبر دی، اور وہ اللہ کے دائیں طرف ہوں گے، اللہ کی قسم! میں نے جبریل کو ایسی حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا، تُو نے اس کو میری طرف بھیجا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل خاموش کھڑے ہوں گے، کچھ کلام نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس نے سچ کہا، پھر مجھے اذنِ شفاعت دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! تیرے بندے زمین میں ہر جگہ تیری عبادت کرتے تھے یہی وہ مقام (جہاں کھڑا ہو کر میں

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۶۱۴، رقم: ۸۷۰۱
۲۔ حارث، المسند، ۲: ۱۰۰۸، رقم: ۱۱۳۱
۳۔ ابن المبارك، الزهد، ۱: ۱۱۱، رقم: ۳۷۵
۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۳: ۱۴۵

شفاعت کروں گا) مقامِ محمود ہوگا۔‘‘

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما نے حدیثِ شفاعت کو روایت کرتے ہوئے یہ الفاظ بیان فرمائے:

إِنَّ الشَّمْسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْنُو حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ ثُمَّ مُوْسَى فَيَقُوْلُ كَذَلِكَ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَشْفَعُ فَيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ.(۱)

’’روزِ قیامت سورج لوگوں کے اِس قدر قریب ہوگا کہ (اس کی تپش کی وجہ سے) لوگوں کا پسینہ اُن کے کانوں تک پہنچ چکا ہوگا۔ اس حال میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے (اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے) مدد طلب کریں گے لیکن وہ فرمائیں گے: آج میں اس کا مالک نہیں۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ پس لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ چلیں گے اور بڑھ کر جنت کے دروازے کو پکڑ لیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ اس روز تمام اہلِ محشر آپ ﷺ کی تعریف بیان کریں گے۔‘‘

۱۱۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَيَجِيءُ حَتَّى يَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ، فَيَسْجُدُ. فَيُنَادِي: إِرْفَعْ رَأْسَكَ،

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۱، رقم: ۸۷۲۵
۲۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

سَلْ تُعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ وہ فرمائے گا: اپنا سر اُٹھائیے، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، پس یہی مقامِ محمود ہے۔‘‘

(۲) حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا

مقامِ محمود کی تفسیر کے ذیل میں کثیر ائمہ نے بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت، حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھائے گا اور حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت مہمانِ خصوصی ہوں گے۔ آپ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ مقامِ محمود ہوگا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما نے آیت مذکورہ کے ذیل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد آپ ﷺ کو خصوصی نشست پر بٹھایا جانا ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: یُجْلِسُنِي مَعَهُ عَلَی السَّرِیْرِ.(۲)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۲: ۲۴۷، رقم: ۲۱۱۷
۲۔ ابن أبي شیبة، المصنف، ۲: ۳۰۸، رقم: ۳۱۶۷۵
۳۔ ابن أبی عاصم، السنة، ۲: ۳۸۳، رقم: ۸۱۳
۴۔ منذري، الترغیب والترهیب، ۴: ۲۳۵، رقم: ۵۵۰۲

(۲) ۱۔ دیلمي، مسند الفردوس، ۳: ۵۸، رقم: ۴۱۵۹
۲۔ سیوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸۷

یہ آیت تلاوت فرمائی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت مجھے اپنے ساتھ پلنگ (خصوصی نشست) پر بٹھائے گا۔‘‘

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: یُجْلِسُهُ عَلَی السَّرِیْرِ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنهما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصی نشست پر بٹھائے گا۔‘‘

امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں تین اقوال مروی ہے:

(ا) عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِ اللهِ ﷻ: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: یُجْلِسُهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ جِبْرِیْلَ علیه السلام، وَیَشْفَعُ لِأُمَّتِهِ. فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۲)

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنهما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور حضرت جبریل علیه السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہو گا۔‘‘

(۱) سیوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸٦

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۱۲: ٦۱، رقم: ۱۲۴۷۴

۲۔ سیوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸۷

(۲) امام ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) مقامِ محمود کے ذیل میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں

يُقْعِدُهُ ﷺ عَلَى الْعَرْشِ. (۱)

’’اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

امام ابن جوزیؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا قول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’محمود کا کیا معنی ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو (محمود) وہ مقام ہے (جس پر فائز فرما کر) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تمام مخلوق پر رفعت (کے اظہار) کے لئے آپ ﷺ کی تعریف فرمائے گا۔‘‘(۲)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اِسی فرمانِ خداوندی کی تفسیر میں منقول ہے:

إِنَّ لِمُحَمَّدٍ مِنْ رَبِّهِ مُقَامًا لَا يَقُوْمُهُ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، يُبَيِّنُ اللهُ عزوجل لِلْخَلَائِقِ فَضْلَهُ عَلَى جَمِيْعِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ. (۳)

’’اللہ تعالیٰ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے ایک ایسا مقام ہے کہ جس پر نہ کوئی نبی مرسل فائز ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ، اس مقام پر فائز فرما کر اللہ تعالیٰ جمیع اولین و آخرین مخلوقات پر حضور ﷺ کی فضیلت کو ظاہر فرمائے گا۔‘‘

---

(۱) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱

(۲) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱

(۳) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱

❁ حضور نبی اکرم ﷺ کی مسند، عرش پر کرسیِ رحمٰن کے دائیں جانب رکھی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَيُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِيْنِ اللهِ عزوجل.(۱)

’’پس اللہ عزوجل کے دائیں جانب حضور ﷺ کی کرسی رکھی جائے گی۔‘‘

❁ قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب ’’الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (ص: ۱۷۶)‘‘ میں مقامِ محمود کے دس معانی و اطلاقات بیان کیے ہیں۔ اُن میں ایک معنی روزِ قیامت اللہ رب العزت کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھانا ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

يُجْلِسُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جِبْرِيْلَ عليه السلام، وَيَشْفَعُ لِأُمَّتِهِ. فَذَلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.

’’اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہوگا۔‘‘

❁ امام طبریؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت مجاہدؒ کا یہ قول روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۶۲۲، رقم: ۸۶۹۸
۲۔ ابن أبي عاصم، السنه، ۲: ۳۶۵، ۳۶۶، رقم: ۷۸۶
۳۔ عبداللہ بن مبارک نے ’’کتاب الزھد (۱: ۱۱۹، رقم: ۳۹۸)‘‘ میں یہ روایت بیان کی ہے اور فَيُلْقَى کی بجائے فَيُوْضَعُ کا لفظ لکھا ہے۔

قَالَ : يُجلِسُهُ مَعَهُ عَلَى عَرۡشِهِ.[(۱)]

’’حضرت مجاہدؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ رب العزت آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

ایک اور مقام پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

إنّ محمّدا يوم القيامة على كرسيّ الربّ بين يدي الرّبّ تبارك وتعالىٰ.[(۲)]

’’بے شک حضرت محمد ﷺ روزِ قیامت اللہ رب العزت کے بالکل سامنے، باری تعالیٰ کی رکھوائی گئی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔‘‘

امام بغویؒ فرماتے ہیں:

عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿عَسَىٰٓ اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾، قال: يجلسه على العرش. وعن عبد الله بن سلام رضي الله عنه قال: يقعده على الكرسي.[(۳)]

’’حضرت مجاہد التابعی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے متعلق بیان کیا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو

(۱) طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۸: ۹۸ (الجزء: ۱۵)
(۲) ۱۔ طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۸: ۱۴۸ (الجزء: ۱۵)
۲۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۱۱: ۴۸۰
۳۔ عيني، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، ۲۳: ۱۲۳
(۳) بغوي، معالم التنزيل، ۳: ۱۳۲

خصوصی کرسی پر بٹھائے گا۔‘‘

❁ امام ابن جوزیؒ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

والثاني: يجلسه على العرش يوم القيامة. روى أبو وائل عن عبدالله رضی اللہ عنہ أنه قرأ هذه الآية وقال: يقعده على العرش. وكذلك روى الضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، وليث عن مجاهد.(۱)

’’مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت ابو وائلؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنهما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ یہی الفاظ حضرت ضحاکؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضي الله عنهما سے اور حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت کیے ہیں۔‘‘

❁ امام قرطبیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں ’’تیسرا قول‘‘ درج کرتے ہوئے فرمایا:

ما حكاه الطبري عن فرقة، منها مجاهد، أنها قالت: المقام المحمود هو أن يُجلس الله تعالیٰ محمدا ﷺ معه على كرسيّه، وروت في ذلك حديثاً. وعَضَد الطبريّ جواز ذلك بشططٍ من القول. وذكر النقاش عن أبي داود السجسْتَانيّ أنه قال: من أنكر هذا الحديث فهو عندنا مُتَّهَمٌ، ما زال أهل العلم يتحدّثون بهذا، من أنكر جوازه على تأويله. قال أبوعمر ومجاهد: وإن كان أحد الأئمة يتأوّل القرآن فإن له قولين مهجورين عند أهل العلم:

(۱) ابن الجوزي، زاد المسير في علم التفسير، ۵: ۷۶

أحدهما هذا والثاني في تأويل قوله تعالى: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌo إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌo﴾[1] قال: تنتظر الثواب، ليس من النظر.

قلت: ذكر هذا في باب ابن شهاب في حديث التنزيل، وروي عن مجاهد أيضاً في هذه الآية قال: يُجلسه على العرش. وهذا تأويل غير مستحيل، لأن الله تعالى كان قبل خلقه الأشياء كلَّها والعرشَ قائماً بذاته، ثم خلق الأشياء من غير حاجة إليها، بل إظهاراً لقدرته وحكمته، وليُعرف وجوده وتوحيده وكمال قدرته وعلمه بكل أفعاله المحكمة، وخلق لنفسه عرشاً استوى عليه كما شاء من غير أن صار له مماساً، أو كان العرش له مكاناً. قيل: هو الآن على الصفة التي كان عليها من أن يخلق المكان والزمان، فعلى هذا القول سواء في الجواز أقعد محمداً ﷺ على العرش أو على الأرض، لأن استواء الله تعالى على العرش ليس بمعنى الانتقال والزوال وتحويل الأحوال من القيام والقعود والحال التي تشغل العرش، بل هو مستو على عرشه كما أخبر عن نفسه بلا كيفٍ. وليس إقعاده محمداً ﷺ على العرش موجباً له صفة الربوبية أو مُخرجاً له عن صفة العبودية، بل هو رفع لمحله وتشريف له على خلقه. وأما قوله في الإخبار: ’’معه‘‘ فهو بمنزلة قوله: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ﴾[2]، ﴿رَبِّ ابْنِ

(۱) القيامة، ۷۵: ۲۲، ۲۳

(۲) الأعراف، ۷: ۲۰۶

لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾[۱]، ﴿وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[۲] ونحو ذلک.

كل ذلک عائد إلى الرتبة والمنزلة والحُظْوة والدرجة الرفيعة، لا إلى المكان.[۳]

’’طبری نے ایک فرقہ کا موقف درج کیا ہے جن میں امام مجاہد بھی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ’’مقامِ محمود سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنی مخصوص کرسی پر بٹھائے گا۔‘‘ اس بارے میں احادیث روایت کی گئی ہیں۔ طبری نے متعدد اقوال سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نقاش نے امام ابو داود سجستانیؒ صاحب السنن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ’’جو اِس حدیث یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔‘‘ اہلِ علم آج تک اس کو روایت کرتے آ رہے ہیں۔ جس نے اس کا تاویل کی بناء پر انکار کیا تو ان کے بارے میں ابو عمر اور مجاہد فرماتے ہیں: اگر کوئی امام قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل کرے تو اہلِ علم کے ہاں دو آیات کے بارے میں قول متروک ہیں: ایک تو اس آیت مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ○﴾۔ کی تاویل میں کہتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَجر و ثواب کا انتظار کریں گے نہ کہ اُس کی نظر کا۔

’’میں کہتا ہوں: یہ تمام تاویلات ابنِ شہاب سے حدیثِ تنزیل کی بحث میں ذکر کی گئی ہیں اور حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کے تحت یہ قول ذکر کیا گیا ہے

(۱) التحريم، ۶۶: ۱۱

(۲) العنكبوت، ۲۹: ۶۹

(۳) قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۰: ۳۱۱، ۳۱۲

کہ ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔'' یہ تاویل ناممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عرش اور دیگر تمام اشیاء کی تخلیق سے بھی پہلے بذاتِ خود قائم تھا۔ پھر اُس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا لیکن اس میں اس کی ذاتی کوئی حاجت شامل نہ تھی بلکہ یہ اپنی قدرت و حکمت کے اظہار کے لیے کیا تاکہ اس کے وجود، توحید اور کمالِ قدرت و علم کو اس کے تمام پُر حکمت افعال کے باعث پہچانا جا سکے۔ پھر اُس نے اپنے لیے عرش تخلیق کیا اور اُس پر متمکن ہوا جیسا اس نے چاہا بغیر اس کے کہ وہ عرش اُس کے ساتھ ہی خاص ہو جائے یا اُس کی جائے قرار بن جائے۔ کہا گیا ہے کہ وہ آج بھی اپنی انہی صفات کے ساتھ قائم ہے جن کے ساتھ وہ زمان و مکان کی تخلیق سے پہلے تھا۔ پس اس بناء پر یہ بات برابر ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے یا فرش پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء فرمانا وہ اس پر قیام و قعود، اس پر آنے جانے اور اُس سے نیچے اُترنے اور وہ تمام معاملات جو عرش سے متصل ہیں ان سے عبارت نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت تو بغیر کسی کیفیت کے عرش پر حالتِ استواء میں ہے جیسا کہ اُس نے اپنے بارے میں خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا آپ ﷺ کے لیے صفتِ ربوبیت ثابت کرنے کے لیے نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے نکالنے کے لیے ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلند تر کرنے کے لیے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا مَعَهُ فرمانا - کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا - تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ.(۱)

''بے شک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔''

(۱) الأعراف، ۷: ۲۰۶

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّةِ.[۱]

''اے میرے رب! تُو میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔''

وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَo[۲]

''اور بیشک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔''

''اس طرح کی دیگر تمام آیات رتبہ، قدر و منزلت کی بلندی اور اعلیٰ درجات کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی مخصوص مقام کی طرف۔''

❖ امام خازن بیان کرتے ہیں:

روى أبو وائل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أنّه قال: إنّ الله اتّخذ إبراهيم خليلًا وإنّ صاحبكم خليل الله وأكرم الخلق عليه. ثم قرأ: ﴿عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: يقعده على العرش. وعن مجاهد مثله.

وعن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ قال: يقعد على الكرسي.[۳]

''حضرت ابو وائل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے جب کہ تمہارے نبی ﷺ بھی اللہ کے دوست ہیں اور تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) التحريم، ٦٦: ١١
(۲) العنكبوت، ٢٩: ٦٩
(۳) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ٣: ١٤٢، ١٤٣

کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت مجاہد التابعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

”اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کو خصوصی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔“

❁ علامہ ابن تیمیہ نے بھی مقامِ محمود کا معنی، حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

إذا تبيّن هذا فقد حدّث العلماء المرضيون وأولياؤه المقبولون أنّ محمدا رسول الله ﷺ يجلسه ربّه علی العرش معه.

روی ذلک محمد بن فضيل عن ليث عن مجاهد في تفسير ﴿عَسٰٓی اَنۡ يَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ وذکر ذلک من وجوه أخری مرفوعة وغير مرفوعة.(۱)

”جب یہ بات واضح ہوگئی تو معروف علماء اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اولیاء نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ کو اُن کا رب اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

”اِس بات کو محمد بن فضیلؒ نے حضرت لیثؒ سے اور انہوں نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿عَسٰٓی اَنۡ يَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر کے ذیل میں نقل کیا ہے اور اسے کئی دیگر مرفوع اور غیر مرفوع طرق سے بھی روایت کیا ہے۔“

❁ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب ”اجتماع جيوش الإسلامية (ص: ۱۲۰)“ میں ﴿عَسٰٓی اَنۡ يَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر میں امام طبریؒ کا قول نقل کیا ہے

(۱) ۱۔ ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ۴: ۳۷۴

۲۔ ابن تیمیہ، الفتاویٰ الکبریٰ، ۶: ۴۰۵

کہ انہوں نے فرمایا:

يجلسه على العرش.

’’(مقامِ محمود سے مراد ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

یہ قول بیان کر کے علامہ ابن قیم نے اس پر کوئی بحث نہیں کی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہی ہے کہ اُن کی ذاتی رائے بھی یہی ہے۔

امام قسطلانیؒ نے اپنی کتاب ’’المواهب اللدنية بالمنح المحمدية‘‘ میں مقامِ محمود پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اِنہوں نے مقامِ محمود کے بارے میں چار اقوال نقل کیے ہیں اور چوتھے قول میں وہ فرماتے ہیں:

قيل هو إجلاسه ﷺ على العرش، وقيل على الكرسي، روي عن ابن مسعود أنّه قال: يقعد الله تعالىٰ محمدا ﷺ على العرش، وعن مجاهد أنّه قال: يجلسه معه على العرش.(۱)

’’کہا گیا کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر بٹھایا جانا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس مراد آپ ﷺ کا کرسی پر بٹھایا جانا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا جبکہ حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

یہ بیان کر کے امام قسطلانیؒ اپنی رائے دیتے ہیں کہ اس قول کا کسی جلیل القدر امام اور عالم نے انکار نہیں کیا سوائے ایک عالم علامہ واحدیؒ کے۔ لیکن انہوں نے جتنی بھی بحث کی اُس میں کہیں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے ساری بحث میں اللہ تعالیٰ کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار کیا ہے کہ کرسی

(۱) قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۳: ۴۴۸-۴۵۰

پر بیٹھنا مخلوق کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کرسی پر بیٹھنے سے پاک ہے، اگر اللہ کے لئے کرسی پر بیٹھنا ثابت کیا جائے تو باری تعالیٰ کی مخلوق سے تشبیہ ہو جائے گی۔ انہوں نے لفظی اور کلامی بحث کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار انہوں نے بھی نہیں کیا۔

امام قسطلانیؒ، علامہ واحدیؒ کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر تشریف فرما ہونا عام کیفیت کی طرح نہیں ہو گا بلکہ وہ اپنی اس شان کے مطابق تشریف فرما ہو گا جسے ہم نہیں جانتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا آپ کے لئے صفتِ ربوبیت کو ثابت کرنے کے لئے یا آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے خارج کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزّت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلندتر کرنے کے لئے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا (معه) فرمانا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ.(۱)

’’بیشک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔‘‘

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَکَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.(۲)

’’اے میرے رب! تو میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔‘‘

پس یہ تمام مثالیں رتبہ، منزلت اور درجات کی بلندی کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی خاص جگہ اور مقام کی طرف۔

❁ امام ابن حجر عسقلانیؒ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ’’فتح الباري بشرح صحيح

(۱) الأعراف، ۷: ۲۰٦

(۲) التحريم، ٦٦: ۱۱

البخاري'' میں آیت - ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ - کی شرح میں یہ روایت بیان کرتے ہیں:

روى ابن أبي حاتم من طريق سعيد بن أبي هلال أنّه بلغه أنّ المقام المحمود الّذي ذكره الله أنّ النّبيّ ﷺ يكون يوم القيامة بين الجبار وبين جبريل فيغبطه بمقامه ذلك أهل الجمع.(۱)

''ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن ابو ہلال کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مقامِ محمود جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ اللہ رب العزت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان (عرش پر) جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کو دیکھ کر تمام مخلوق آپ ﷺ پر رشک کرے گی۔''

امام ابن حجر عسقلانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں ایک قول یہ بھی نقل کرتے ہیں:

وقيل: جلوسه على العرش.

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا مقامِ محمود ہے۔''

❁ امام ابو مظفر سمعانیؒ نے فرمایا:

عن مجاهد أنه قال: يجلسه على العرش، وعن غيره: يقعده على الكرسي بين يديه. وقال بعضهم: يقيمه عن يمين العرش.(۲)

''حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش

(۱) عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۸: ۴۶۵
(۲) سمعاني، تفسير القرآن، ۳: ۲۶۹

پر بٹھائے گا۔ کسی اور نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے سامنے خصوصی کرسی پر بٹھائے گا، اور بعض ائمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش کے دائیں جانب کھڑا فرمائے گا۔‘‘

- قاضی ابو محمد ابنِ عطیہ اندلسیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں فرمایا:

وحكى الطبري عن فرقة منها مجاهد، أنها قالت: المقام المحمود هو أن الله تعالٰى يجلس محمدا ﷺ معه على عرشه، وروت في ذلك حديثاً. وعَضَد الطبريّ في جواز ذلك بشططٍ من القول. (۱)

’’طبری نے ایک فرقہ کا موقف درج کیا ہے جن میں امام مجاہد بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: ’’مقامِ محمود سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔‘‘ اس بارے میں اس گروہ نے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ نیز طبری نے متعدد اقوال سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔‘‘

- قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر میں، تفسیرِ بغوی اور تفسیر خازن کی عبارات درج کی ہیں۔ (۲)

- علامہ شوکانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں تیسرا قول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

القول الثالث: أن المقام المحمود هو أن الله تعالٰى يجلس محمدا ﷺ معه على كرسيّه، حكاه ابن جرير عن فرقة منهم مجاهد، وقد ورد في ذلك حديث، وحكى النقاش عن أبي داود السجسْتَانيّ أنه قال: من أنكر هذا الحديث فهو عندنا مُتَّهَمٌ، ما

(۱) ابن عطية، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ۳: ۴۷۹

(۲) قاضي ثناء الله پانی پتی، تفسير المظهري، ۴: ۲۷۲

زال أهل العلم يتحدّثون بهذا الحديث.[۱]

’’مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ اپنی کرسی پر بٹھائے گا۔‘‘ اس قول کو ابنِ جریر طبریؒ نے مفسرین کے ایک گروہ سے روایت کیا ہے جن میں حضرت مجاہد التابعیؒ بھی شامل ہیں۔ اس باب میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔ نقاش نے حضرت ابو داودؒ کا قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ’’جس نے اس حدیث کا انکار کیا وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔ اہلِ علم کثرت سے اس حدیث کو روایت کرتے آئے ہیں۔‘‘

- امام آلوسیؒ بیان کرتے ہیں:

عن مجاهد أنّه قال: المقام المحمود أن يجلسه معه على عرشه.[۲]

’’حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

- علامہ جمال الدین قاسمی نے اپنی تفسیر ’’محاسن التأويل (۶: ۴۹۱-۴۹۵)‘‘ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان - ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ - پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ہم ان کی تفسیر سے اس بحث کو مِن وعَن درج کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

قال ابن جرير: ذهب آخرون إلى أن ذلک المقام المحمود، الذي وعد الله نبيه ﷺ أن يبعثه إياه، هو أن يجلسه معه على عرشه، رواه ليث عن مجاهد، وقد شنّع الواحديّ على القائل به،

(۱) شوکاني، فتح القدير، ۳: ۲۵۲

(۲) آلوسي، روح المعاني، ۱۵: ۱۴۲

مع أنه رواه عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أيضاً وعبارته -على ما نقلها الرازيّ- وهذا قول رذل موحش فظيع، ونص الكتاب ينادي بفساد هذا التفسير ويدلّ عليه وجوه:

الأوّل: أن البعث ضد الإجلاس، يقال: بعثت النازل والقاعد فانبعث، ويقال: بعث الله الميت، أي أقامه من قبره، فتفسير البعث بالإجلاس تفسير للضد بالضد وهو فاسد.

الثاني: أنه تعالى قال: ﴿مقاماً محموداً﴾ ولم يقل مقعداً، والمقام موضع القيام لا موضع القعود.

الثالث: لو كان تعالى جالساً على العرش، بحيث يجلس عنده محمد ﷺ، لكان محدوداً متناهياً، ومن كان كذلك فهو محدث.

الرابع: يقال: إن جلوسه مع الله على العرش ليس فيه كثير إعزاز، لأن هؤلاء الجهال والحمقى يقولون ''في كل أهل الجنة'': إنهم يزورون الله تعالى وإنهم يجلسون معه وإنه تعالى يسألهم عن أحوالهم التي كانوا عليها في الدنيا، وإذا كانت هذه الحالة حاصلة عندهم لكل المؤمنين، لم يكن لتخصيص محمد ﷺ بها مزيد شرف ورتبة.

الخامس: أنه إذا قيل: السلطان بعث فلاناً، فهم منه أنه أرسله إلى قوم لإصلاح مهماتهم، ولا يفهم منه أنه أجلسه مع نفسه، فثبت أن هذا القول كلام رذل سقط، لا يميل إليه إلا إنسان قليل

العقل عديم الدين. انتهى كلام الواحديّ.

’’ابنِ جریر نے کہا ہے: بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جس مقامِ محمود کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اس پر فائز فرمائے گا، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ اس قول کو حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے۔ واحدی نے اس کے کہنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے، اس نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس روایت کو درج کیا ہے اس کی عبارت کو امام رازی نے نقل کیا ہے۔ (واحدی کہتے ہیں) یہ قول گھٹیا، متروک اور قبیح ہے، نصِ کتاب اس تفسیر کے فساد کا اعلان کرتی ہے اور یہ کئی وجوہات کی وجہ سے ہیں:

پہلا اعتراض: بعث (کھڑا ہونا) یہ اجلاس (بٹھانے) کی ضد ہے۔ جیسے کہتے ہیں: بعثت النازل و القاعد فانبعث ’’میں نے آنے والے اور بیٹھنے والے کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہو گیا‘‘۔ اسی طرح کہتے ہیں: بعث اللہ المیت ’’اللہ نے میت کو قبر سے کھڑا کیا‘‘۔ لہٰذا بعث کی اجلاس کے ساتھ تفسیر کرنا یہ ضد کی ضد کے ساتھ تفسیر ہے جو فاسد ہے۔

دوسرا اعتراض: اللہ تعالیٰ نے مقاماً محموداً فرمایا ہے نہ کہ مقعداً (اگر بٹھانا مقصود تھا تو مقعداً محموداً فرمایا جاتا)۔ مقام کھڑے ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں نہ کہ بیٹھنے کی جگہ کو۔

تیسرا اعتراض: اگر اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہو اور حضرت محمد ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھے ہوں تو اللہ تعالیٰ محدود اور متناہی ہو جائے گا اور جو ایسا ہوگا وہ حادث ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ حادث نہیں قدیم ہے)۔

چوتھا اعتراض: کہا جاتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ

عرش پر تشریف فرما ہونے میں کثرتِ اعزاز نہیں ہے کیونکہ یہی جاہل بیوقوف ''تمام اہلِ جنت'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور اس کے ہمراہ بیٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے ان کے دنیا میں گزرے ہوئے احوال پوچھے گا۔ جب ان کے نزدیک یہ حال تمام مسلمانوں کو حاصل ہے تو حضرت محمد ﷺ کے لئے اس کی تخصیص کرنا اس میں کوئی زیادہ شرف اور رتبہ نہیں۔

پانچواں اعتراض: جب یہ کہا جائے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو مبعوث (تقرر) کیا ہے تو اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بادشاہ نے اسے کسی قوم کے مسائل حل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ بادشاہ نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ قول گھٹیا اور ساقط الاعتبار ہے۔ اس کی طرف وہی انسان مائل ہوسکتا ہے جو کم عقل اور بے دین ہو۔ **واحدی کے اعتراضات ختم ہوئے۔''**

وليته اطلع على ما كتبه ابن جرير حتى يمسك من جماح يراعه ويبصر الأدب مع السلف مع المخارج العلمية لهم، وهاک ما قاله ابن جرير رحمه الله – بعد ما نقل عن مجاهد قوله المتقدم–:

وأولى القولين بالصواب، ما صح به الخبر عن رسول الله ﷺ أنه مقام الشفاعة – ثم قال – وهذا وإن كان هو الصحيح في القول، في تأويل المقام المحمود، لما ذكرنا من الرواية عن رسول الله ﷺ وأصحابه والتابعين، فإن ما قاله مجاهد من أن الله يقعد محمداً ﷺ على عرشه، قول غير مدفوع صحته، لا من جهة خبر ولا نظر، وذلک لأنه لا خبر عن رسول

الله ﷺ، ولا عن أحد من أصحابه، ولا عن التابعين، بإحالة ذلک، فأما من جهة النظر فإن جميع من ينتحل الإسلام إنما اختلفوا في معنى ذلک على أوجه ثلاثة:

’’کاش واحدی کو پتہ ہوتا کہ ابنِ جریر نے کیا لکھا ہے تاکہ اس قسم کے خطرناک تبصرہ سے باز آتا اور بزرگانِ سلف کے علمی مرتبہ اور مقام کو ملحوظ رکھ کر ادب کا راستہ اختیار کرتا۔ یہاں امام ابنِ جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ کا قولِ مذکور نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

’’دونوں باتوں میں صحیح تر وہی بات ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح خبر وارد ہوئی ہے کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ پھر فرمایا: مقامِ محمود کا معنی متعین کرنے میں یہ قول اگرچہ صحیح ہے کیونکہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے، آپ کے صحابہ سے اور تابعین سے روایتیں نقل کر دی ہیں، پھر بھی جو مجاہد نے کہا ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے گا‘‘۔ یہ بھی کوئی غلط بات نہیں، نہ خبر کی رو سے نہ نظر کی رو سے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اور کسی صحابی و تابعی سے اس کا محال اور ناممکن ہونا مروی نہیں ہے۔ جہتِ فکر و نظر سے دیکھا جائے تو تمام اہلِ اسلام نے اس کی توجیح اور تفسیر میں تین وجوہات کی بناء پر اختلاف کیا ہے:

فقالت فرقة منهم: الله ﷻ بائن من خلقه، كان قبل خلقه الأشياء، ثم خلق الأشياء فلم يماسّها، وهو كما لم يزل، غير أن الأشياء التي خلقها، إذا لم يكن هو لها مماسًّا، وجب أن يكون لها مبايناً، إذ لا فعّال للأشياء إلا وهو مماس للأجسام أو مباين لها، قالوا: فإذ كان ذلک كذلک، وكان الله ﷻ فاعل الأشياء، ولم يجز

في قولهم أنه يوصف بأنه مماس للأشياء، وجب بزعمهم أنه لها مباين –فعلى مذهب هؤلاء سواء أقعد محمداً ﷺ على عرشه أو على الأرض،– إذا كان من قولهم إن بينونته من عرشه وبينونته من أرضه بمعنى واحد في أنه بائن منهما كليهما غير مماس لواحد منهما.

’’**ان میں سے ایک جماعت نے کہا:** اللہ رب العزت اپنی مخلوق سے جدا اور ممتاز ہے جیسے اشیاء کو تخلیق کرنے سے پہلے تھا۔ پھر اس نے اشیاء پیدا کیں اور وہ اُن سے مَس نہیں کرتا، یہ صورت ہمیشہ سے ہے۔ جب وہ اشیاء کو پیدا کر کے انہیں چُھوتا نہیں تو لازم ہے کہ وہ ان سے الگ تھلگ ہو کیونکہ جو اشیاء کو بناتا ہے یا تو ان سے مَس کرے گا یا الگ تھلگ ہوگا۔ ان علماء نے کہا: پس وہ جس طرح تھا اسی طرح ہے حالانکہ اللہ رب العزت تمام چیزوں کا بنانے والا ہے، ان علماء کے قول کے مطابق یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوں کہا جائے: اللہ تعالیٰ اشیاء کو مس کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ تھلگ ہو۔ لہٰذا ان لوگوں کے مذہب کے مطابق برابر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا زمین پر کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ اس کا عرش سے الگ ہونا اور زمین سے الگ ہونا دونوں کا مطلب ایک ہی ہے چنانچہ وہ ان دونوں سے الگ تھلگ ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی مَس نہیں کرتا۔‘‘

www.MinhajBooks.com

<u>وقالت فرقة أخرى:</u> كان الله تعالى ذكره قبل خلقه الأشياء، لا شيء يماسه ولا شيء يباينه، ثم خلق الأشياء فأقامها بقدرته وهو كما لم يزل قبل خلقه الأشياء لا شيء يماسه ولا شيء يباينه،

فعلى قول هؤلاء أيضاً سواء أقعد محمداً ﷺ على عرشه أو على أرضه –إذ كان سواء على قولهم عرشه وأرضه في أنه لا مماس ولا مباين لهذا، كما أنه لا مماس ولا مباين لهذه.

’’**علماء کی دوسری جماعت کا کہنا ہے:** اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل ہی کوئی شے نہ تو اللہ کو مس کرتی تھی اور نہ جدا تھی، پھر اس نے مخلوق کو پیدا کرکے اپنی قدرت سے انہیں قائم کیا اور اللہ کی شان ویسی ہی ہے جیسے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے تھی کہ نہ کوئی چیز اسے مس کرتی ہے اور نہ کوئی شے اس سے جدا ہے۔ ان لوگوں کے قول کے مطابق بھی برابر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا زمین پر کیونکہ وہ نہ اس (عرش) سے مس کرتا ہے اور نہ جدا ہے جس طرح کہ وہ نہ اس (زمین) سے مس کرتا ہے اور نہ جدا ہے۔‘‘

وقالت فرقة أخرى: كان الله عز ذكره قبل خلقه الأشياء لا شيء يماسه ولا شيء يباينه، ثم أحدث الأشياء وخلقها، فخلق لنفسه عرشاً استوى عليه جالساً وصار له مماسًّا، كما أنه قد كان قبل خلقه الأشياءَ لا شيء يرزقه رزقاً ولا شيء يحرمه ذلك، ثم خلق الأشياء فرزق هذا وحرم هذا وأعطى هذا ومنع هذا، قالوا: فكذلك كان قبل خلقه الأشياء، لا شيء يماسه ولا يباينه، وخلق الأشياء فماسّ العرش بجلوسه عليه دون سائر خلقه، فهو مماسّ ما شاءَ من خلقه ومباين ما شاء منه، فعلى مذهب هؤلاء أيضاً سواءٌ أقعد محمداً ﷺ على عرشه أو أقعده على منبر من نور، إذ كان من قولهم: أن جلوس الرب على عرشه ليس بجلوس يشغل

جميع العرش، ولا في إقعاد محمد ﷺ موجباً له صفة الربوبية، ولا مخرجه من صفة العبودية لربه، كما أن مباينة محمد ﷺ ما كان مبايناً له من الأشياء غير موجبة له صفة الربوبية ولا مخرجته من صفة العبودية لربه من أجل أنه موصوف بأنه مباين له، كما أن الله ﷻ موصوف - على قول قائل هذه المقالة- بأنه مباين لها، هو مباين له، قالوا: فإذا كان معنى ''مباين ومباين'' لا يوجب لمحمد ﷺ الخروج من صفة العبودية، والدخول في معنى الربوبية، فكذلك لا يوجب له ذلک قعوده على عرش الرحمن.

''**تیسری جماعت کا کہنا ہے**: اللہ تعالیٰ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اس حال میں تھا کہ نہ کوئی شے اسے مس کرتی تھی اور نہ اس سے جدا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی ذات کے لئے عرش بنا کر اس کے اوپر بیٹھ گیا تو وہ اس سے مس ہو گیا جیسے اشیاء کو پیدا کرنے سے قبل نہ وہ کسی چیز کو رزق دیتا تھا اور نہ کسی چیز کو اس رزق سے محروم کرتا تھا پھر اس نے اشیاء کو پیدا کر کے کسی کو رزق دیا اور کسی کو اس رزق سے محروم کر دیا، کسی کو عطا فرما دیا اور کسی سے اپنی عطا کو روک لیا (یعنی جسے جو چاہا دیا اور جسے جو چاہا نہ دیا)۔ اِن لوگوں کا کہنا ہے: یہی حال اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے تھا کہ نہ کوئی چیز اُس کو مس (Touch) کرتی تھی اور نہ کوئی اس سے الگ تھی (کیونکہ تھا ہی کچھ نہیں)، پھر اس نے اشیاء کو پیدا کیا اور عرش پر بیٹھ کر اس کو مس کیا اس کے علاوہ باقی مخلوق پر نہ بیٹھا (نہ کسی کو مس کیا)۔ لہٰذا وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے مس کرے اور جس سے چاہے الگ رہے۔ ان لوگوں کے مذہب کے مطابق بھی برابر ہے کہ ''اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا نور کے

منبر پر بٹھائے۔'' ان کا کہنا ہے کہ رب کا اپنے عرش پر بیٹھنے سے تمام عرش استعمال نہیں ہوتا، حضرت محمد ﷺ کو اس پر بٹھانے سے نہ ان کے لئے صفتِ ربوبیت ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے رب کی عبودیت سے خارج ہوتے ہیں (یعنی حضور ﷺ کے عرش پر بیٹھنے سے نہ تو وہ رب ہوں گے اور نہ بندگی سے نکلیں گے، اللہ تعالیٰ اپنی جگہ خالق رہے گا اور حضور ﷺ اپنی جگہ مخلوق ہوں گے)۔ جیسے حضرت محمد ﷺ کا مخلوق سے (ارفع مرتبہ ہونے کی وجہ سے ان سے) الگ تھلگ ہونا ان کے لئے صفتِ ربوبیت کو ثابت نہیں کرتا اور نہ وہ صفتِ عبودیت سے باہر ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بدرجہ اولیٰ آپ سے (الوہیت میں) جدا ہے جس طرح کے اللہ موصوف ہے۔ اس قائل کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ تھلگ ہے، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہیں۔ ان علماء کا کہنا ہے کہ جب دونوں معنی الگ الگ ہیں تو حضور ﷺ کے لئے یہ ثابت نہ ہوگا کہ صفتِ عبودیت سے باہر نکل کر ربوبیت میں داخل ہو جائیں اسی طرح حضور ﷺ کے عرشِ رحمٰن پر بیٹھنے سے بھی یہ خرابی پیدا نہیں ہوگی۔''

فقد تبيّن إذاً بما قلنا أنه غير محال في قول أحد ممن ينتحل الإسلام ما قاله مجاهد، من أن الله تبارك وتعالى يقعد محمداً ﷺ على عرشه، فإن قال قائل: فإنا لا ننكر إقعاد الله محمداً ﷺ على عرشه، وإنما ننكر إقعاده معه. "حدثني" عباس بن عبد العظيم قال: حدثنا يحيى بن كثير عن الجريري عن سيف السدوسيّ عن عبد الله بن سلام رضي الله عنه قال: إن محمداً ﷺ يوم القيامة على كرسي الرب بين يدي الرب تبارك وتعالى.

''اس بحث سے یہ واضح ہوا کہ کسی مسلمان کی نظر میں مجاہد کا قول محال نہیں کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا بلکہ اس بات کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ مجھ سے عباس بن عبدالعظیم نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے جریری سے، انہوں نے سیف السدوسی سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا: ''حضرت محمد ﷺ قیامت کے دن رب تعالیٰ کے حضور اللہ تعالیٰ کی کرسی پر بیٹھیں گے۔''

وإنما ينكر إقعاده إياه معه قيل: أفجائز عندك أن يُقعده عليه لا معه؟ فإن أجاز ذلك صار إلى الإقرار بأنه إما معه أو إلى أنه يقعده، والله للعرش مباين، أوْ لا مماسٌّ ومباين، وبأيّ ذلك قال، كان منه دخولاً في بعض ما كان ينكره، وإن قال: ذلك غير جائز منه، خروجاً من قول جميع الفرق التي حكينا قولهم، وذلك فراق لقول جميع من ينتحل الإسلام: إذ كان لا قول في ذلك إلا الأقوال الثلاثة التي حكيناها، وغير محال في قول منها ما قال مجاهد في ذلك. انتهى كلام ابن جرير[(۱)] رحمه الله.

''آپ ﷺ کا اللہ کے ساتھ بٹھائے جانے کا انکار کیا جاتا ہے۔ سوال ہے کہ کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے اور ساتھ نہ بٹھائے؟ اگر اس نے یہ جائز قرار دیا تو گویا اس نے اقرار کر لیا کیونکہ حضور ﷺ چاہے اللہ کے ساتھ ہوں یا اللہ آپ ﷺ کو (عرش پر) بٹھائے۔ (دو ہی باتیں ہیں) اللہ عرش سے الگ ہے یا نہ مس کرتا ہے نہ

(۱) طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۵: ۱۴۷، ۱۴۸

الگ ہے، قائل کون سا قول کہے گا؟ وہ انکار کرنے کے باوجود اس کے بعض میں داخل ہو جائے گا۔ اگر ہمارے بیان کردہ جماعتوں کے اقوال کو رد کرتے ہوئے کہے کہ اللہ سے ایسا جائز نہیں ہے مطلقاً انکار کرے تو اس کا مذہب سب سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ اِن تین اقوال کے علاوہ اور کوئی قول نہیں ہے، اور مجاہد کے قول میں کوئی استحالہ نہیں۔ ابنِ جریرؒ کی بات ختم ہوئی۔‘‘

وأقول: لک أن تجيب أيضاً عن إيرادات الواحديّ الخمسة التي أفسد بها قول مجاهد.

أما جواب إيراده الأول: فإن مجاهدا لم يفسر مادة البعث وحدها بالإجلاس، وإنما فسر بعثه المقام المحمود بما ذكر.

وعن الثاني: بأن المقام هو المنزلة والقدرة والرفعة، معروف ذلک في اللغة.

وعن الثالث: بدفع اللازم المذكور، لأنه كما اتفق على أن له ذاتاً لا تماثلها الذوات، فكذلک كل ما يوصف به مما ورد في الكتاب والآثار، فإنه لا يماثل الصفات، ولا يجوز قياس الخالق على المخلوق.

وعن الرابع: بأنه مكابرة، إذ كل أحد يعرف –في الشاهد– لو أن ملكًا استدعى جماعة للحضور لديه، ورفع أفضلهم على عرشه أن المرفوع ذو مقام يفوق به الكل.

وعن الخامس: بأنه من واد آخر غير ما نحن فيه، إذ لا بعث لإصلاح المهمات في الآخرة، وإنما معنى الآية: إنه يرفعک

مقاماً محموداً، وذلک یصدق ما قاله مجاهد، وما قاله الأکثر: فتأمل و أنصف.

’’**(علامہ جمال الدین قاسمی کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں:** آپ کا حق ہے کہ واحدی کے پانچ سوالوں کے جوابات دیں جنہوں نے حضرت مجاہد کے قول کو غلط قرار دیا ہے۔

پہلا جواب: حضرت مجاہدؒ نے لفظِ ’’بعث‘‘ کی صرف ’’بٹھانے‘‘ کی تفسیر نہیں کی بلکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود پر فائز ہونے کی تفسیر کی ہے۔ (بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی بات ہی نہیں کی۔)

دوسرا جواب: مقام کا معنی اور مفہوم مرتبہ، قدرت اور بلندی لغت میں مشہور ہیں۔

تیسرا جواب: یہ اعتراض ہم نہیں مانتے۔ اس لئے کہ جیسے اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اسی طرح قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات بیان کی گئی ہیں ان صفات میں وہ مخلوق کے مماثل نہیں ہے اور خالق کو مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

چوتھا جواب: یہ اعتراض ضد بازی اور تعصب ہے۔ ہر ایک کے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ بادشاہ اگر ایک جماعت کو اپنے پاس بلائے اور ان میں سے افسر کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے تو یہ بات قرینِ قیاس ہے کیونکہ بلند مقام پر فائز ہونے والا شخص اس مقام و مرتبہ کا مالک ہے کہ جس بناء پر اُسے ہر ایک پر فوقیت حاصل ہوگی۔

پانچواں جواب: اس آیت میں جس جہاں کی بات ہو رہی ہے وہ ہماری اس دنیا سے مختلف ہے۔ آخرت میں مہمات کو حل کرنے کیلئے کسی کو مقرر نہیں کیا

جائے گا۔ جب کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور یہ اس تفسیر پر صادق آتا ہے جو حضرت مجاہدؒ نے کی اور جس پر اکثر کی رائے ہے۔ پس تو غور کر اور انصاف کر۔‘‘

وقد أنشد الحافظ الذهبي في كتابه ’’العلوّ لله العظيم‘‘ للإمام الدار قطني في ترجمته، قولَه:

حديث الشفاعة في أحمد
إلى أحمد المصطفٰى نُسنِدُه
وأما حديثٌ بإقعاده
على العرش أيضاً فلا نَجحَدُه
أمِرُّوا الحديث على وجهِهِ
ولا تُدخلوا فيه ما يُفسِدُه

’’حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب ’العلوّ لله العظيم‘ میں امام دارقطنیؒ کے حالاتِ زندگی میں یہ اشعار درج کیے ہیں:

(ہم حدیثِ شفاعت کو احمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ رہی آپ ﷺ کو عرش پر بٹھانے کی روایت تو ہم اس کا بھی انکار نہیں کرتے۔ حدیث کو اس کے اصل معنی پر قائم رکھو اور اس میں ایسی چیزیں داخل نہ کرو کہ اُس کا اصل معنی فاسد ہو جائے۔)‘‘

وقال الذهبي في كتابه المنوه به ترجمة ’’محمد بن مصعب‘‘ العابد شيخ بغداد ما مثاله: وقال المروذيّ: سمعت أبا عبد الله

الخفاف، سمعت ابن مصعب وتلا: ﴿عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قال: نعم يقعده علی العرش. ذکر الإمام أحمد، محمد بن مصعب، فقال: قد کتبت عنه. وأيّ رجل هو!

''اس کے بعد امام ذہبیؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں شیخِ بغداد عبادت گزار محمدؒ بن مصعب کے حالاتِ زندگی بیان کیے اور اُن سے مقامِ محمود کی یہ تفسیر بیان کی ہے: ''مروزیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ الخفافؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ مصعبؒ سے سنا: انہوں نے اس آیت ﴿عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے شیخِ بغداد محمدؒ بن مصعب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اُن سے احادیث نقل کی ہیں (یعنی وہ امام احمدؒ بن حنبل کے اساتذہ میں سے ہیں)۔'' وہ شخص کتنا بلند رتبہ ہوگا!''

قال الذهبي: فأما قضية قعود نبيّنا علی العرش، فلم يثبت في ذلک نص، بل في الباب حديث واهٍ، وما فسر به مجاهد الآية، کما ذکرناه، فقد أنکره بعض أهل الکلام، فقام المروذيّ وقعد بالغ في الانتصار لذلک وجمع فيه کتاباً وطُرقَ قول مجاهد من رواية ليث بن أبي سليم، وعطاء بن السائب، وأبي يحيی القتات وجابر بن زيد، وممن أفتی في ذلک العصر، بأن هذا الأثر يُسَلَّم ولا يعارض، أبو داود السجستاني صاحب السنن وإبراهيم الحربيّ وخلق.

''امام ذہبیؒ نے کہا: ہمارے نبی کریم ﷺ کے عرش پر بیٹھنے کا مسئلہ کسی قرآن کی نص سے ثابت نہیں بلکہ اس باب میں کمزور حدیث ہے۔ حضرت مجاہدؒ نے

جو آیتِ مبارکہ کی تفسیر کی ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے بعض اہلِ کلام نے اس کا انکار کیا ہے۔ امام مروذی نے حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کو ثابت کرنے کے لیے تحقیق کی اور اس پر ایک کتاب مرتب کی جس میں حضرت مجاہد کے اس قول - حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے - کو لیث بن ابی سلیم، عطاء بن السائب، ابو یحییٰ القتات اور جابر بن زید کے طرق سے جمع کیا ہے۔ اس کے علاوہ جن ائمہ نے اُس زمانے میں فتویٰ دیا کہ قولِ مجاہد کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کی مخالفت نہیں کی جائے گی، ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں امام ابو داود سجستانیؒ صاحب السنن، ابراہیم حربیؒ اور بہت سے علماء شامل ہیں۔"

بحيث إن ابن الإمام أحمد قال عقيب قول مجاهد: أنا منكرٌ على كلّ من ردّ هذا الحديث، وهو عندي رجل سوء متّهم. سمعته من جماعة، وما رأيت محدّثًا ينكره، وعندنا إنّما تنكره الجهميّة.

"امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت مجاہدؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: جس شخص نے اس حدیث کا انکار کیا میں اُس کا منکر ہوں اور وہ شخص میرے نزدیک تہمت زدہ اور ناپسندیدہ ہے۔ میں نے اس حدیث کو محدّثین کی ایک جماعت سے سنا ہے اور میں نے کسی محدّث کو اس کا منکر نہیں پایا۔ ہمارے ہاں اس کا انکار صرف جہمیہ (باطل فرقہ کے پیروکار) کرتے ہیں۔"

وقد حدّثنا هارون بن معروفٍ، ثنا محمد بن فضيل عن ليث، عن مجاهد في قوله: ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: يقعده على العرش. فحدّثت به أبي رحمه الله فقال: لم يُقدَّرْ

لي أن أسمعه من ابن فضيل. بحيث إن المروذيّ روى حكايةً بنزولٍ، عن إبراهيم بن عرفة، وسمعت ابن عمير يقول: سمعت أحمد بن حنبل يقول: هذا قد تلقته العلماء بالقبول.

''ہمیں ہارون بن معروف نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن فضیل نے بیان کی انہوں نے حضرت لیث سے اور انہوں نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ - کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ میں نے یہ حدیث اپنے والدِ گرامی (امام احمدؒ بن حنبل) سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میری قسمت میں نہ تھا کہ میں یہ حدیث ابنِ فضیل سے سن سکوں۔ امام مروذی، ابراہیم بن عرفہ کے طریق سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابنِ عمیر سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اس قول (حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے) کو علماء کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔''

وقال المروذيّ: قال أبو داود السجستانيّ: ثنا ابن أبي صفوان الثّقفيّ، ثنا يحيى بن أبي كثير، ثنا سلم بن جعفر، وكان ثقة، ثنا الجريريّ، ثنا سيف السدوسيّ عن عبد الله بن سلام رضي الله عنه قال: إذا كان يوم القيامة جيء بنبيّكم ﷺ حتّى يجلس بين يدي الله عزّوجلّ على كرسيّه. ..الحديث. وقد رواه ابن جرير في تفسيره، أعني قول مجاهد، وكذلك أخرجه النقاش في تفسيره، وكذلك رد شيخ الشافعية ابن سريج على من أنكره.

''امام مروذی بیان کرتے ہیں کہ امام ابو داود سجستانی نے فرمایا: ہمیں ابن ابی

صفوان الثقفی نے حدیث بیان کی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سلم بن جعفر نے حدیث بیان کی، اور یہ ثقہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں الجریری نے حدیث بیان کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیف الدوسی نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے فرمایا: ''روزِ قیامت تمہارے نبی ﷺ کو لایا جائے گا حتی کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔'' حضرت مجاہدؒ کے اس قول کو امام ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور اسی طرح نقاش نے اسے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، اسی طرح شیخ الشافعیہ ابنِ سریج نے اس قول کے منکر کا رد کیا ہے۔''

بحيث إن الإمام أبا بكر الخلّال قال في ''كتاب السنة'' من جمعه: أخبرني الحسن بن صالح العطار عن محمد بن عليّ السّراج، قال: رأيت النّبيّ ﷺ في النّوم فقلت: إنّ فلانًا الترمذيّ يقول: إنّ الله لا يقعدك معه على العرش. ونحن نقول: بل يقعدك. فأقبل (ﷺ) عليّ شبه المغضب وهو يقول: بلى، والله! بلى، والله! يقعدني على العرش. فانتبهت.

''اس قول کی تائید میں امام ابو بکر الخلالؒ اپنی کتاب 'السنۃ' میں (ایک خواب) بیان کرتے ہیں: مجھے حسن بن صالح العطار نے، انہوں نے محمد بن علی السراج سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) فلاں ترمذ کا رہنے والا شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر نہیں بٹھائے گا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بٹھائے گا۔ پس حضور ﷺ جلال بھرے چہرے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم!، ہاں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے عرش پر

بٹھائے گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

بحيث إن الفقيه أبا بكر أحمد بن سليمان النجاد المحدّث قال: - فيما نقله عنه القاضي أبو يعلى الفراء - لو أنّ حالفًا حلف بالطّلاق ثلاثاً، إنّ الله يقعد محمدا ﷺ على العرش. واستفتاني، لقلت له: صدقت وبررت.

’’قاضی ابویعلی الفراءؒ نے نقل کیا کہ محدّث و فقیہ ابو بکر احمد بن سلیمان النجادؒ بیان کرتے ہیں: اگر کوئی شخص اس بات پر حلف اٹھائے: ’’اگر یہ بات غلط ہو کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو میری بیوی کو تین طلاقیں‘‘ اور وہ مجھ سے فتویٰ لینے آئے تو میں اس سے کہوں گا: تُو نے حق اور سچ بات کہی۔‘‘

اِجلاس علی العرش کے منکرین کے بارے میں ائمہ کرام کی آراء

علماء سلف اور ائمہ حدیث کی کثیر تعداد نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اجلاس علی العرش کی روایات کو بیان کیا ہے اور اِس کا اِنکار کرنے والوں کو جھمی، متھم اور اہلِ بدعت کہا ہے۔ اِن تمام ائمہ کے اقوال کو امام خلال نے اپنی کتاب ’’السنة‘‘ میں بیان کیا ہے۔

صاحبِ السنن امام ابو داود سجستانیؒ نے فرمایا:

مَنْ أَنْكَرَ هٰذَا فَهُوَ عِنْدَنَا مُتَّهَمٌ، وَقَالَ: مَا زَالَ النَّاسُ يُحَدِّثُوْنَ بِهٰذَا يُرِيْدُوْنَ مُغَايَظَةَ الْجَهْمِيَّةِ، وَذٰلِکَ أَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُوْنَ أَنَّ عَلَى الْعَرْشِ شَيْءٌ. (۱)

(۱) ۱۔ خلال، السنة، ۱: ۲۱۴، رقم: ۲۴۴
۲۔ قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۰: ۳۱۱
۳۔ عسقلاني، فتح الباري، ۱۱: ۴۲۷

’’جو شخص اِس حدیث یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔ اور آپؒ نے یہ بھی فرمایا: لوگ فرقہ جہمیہ کے غیظ وغضب کے باعث اس حدیث کو بیان کرتے آ رہے ہیں، یہ اس وجہ سے ہے کہ جہمیہ عرش پر کسی بھی چیز کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔‘‘

امام محمدؒ بن احمد بن واصل نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ فَهُوَ جَهْمِيٌّ. (۱)

’’جس شخص نے امام مجاہد کی بیان کردہ حدیث کو جھٹلایا وہ (باطل فرقہ جہمیہ کا معتقد) جہمی ہے۔‘‘

امام ابو بکرؒ یحییٰ بن ابی طالب نے فرمایا:

مَنْ رَدَّهُ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللهِ ﷻ، وَمَنْ كَذَبَ بِفَضِيْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ كَفَرَ بِاللهِ الْعَظِيْمِ. (۲)

’’جس شخص نے اس حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ ﷻ کو جھٹلایا اور جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ رب العزت کا انکار کیا۔‘‘

امام ابو بکر بن حماد المقریؒ نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيْثُ فَسَكَتَ فَهُوَ مُتَّهِمٌ عَلَى الْإِسْلَامِ،

www.MinhajBooks.com

------ ۴۔ بدر الدين عيني، عمدة القاري، ۲۳: ۱۲۳

۵۔ شوكاني، فتح القدير، ۳: ۲۵۲

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۴، رقم: ۲۴۳

(۲) خلال، السنة، ۱: ۲۱۵، رقم: ۲۴۶

فَكَيْفَ مَنْ طَعَنَ فِيْهَا. (۱)

’’جس شخص کے پاس اِن احادیث کا تذکرہ کیا گیا اور وہ خاموش رہا (اس کا چہرہ خوشی کے باعث نہ کِھلا) تو وہ اسلام پر تہمت لگانے والا ہے، پس جس نے ان احادیث کو طعن کا نشانہ بنایا تو اس کی بدبختی کا عالم کیا ہوگا۔‘‘

امام ابو جعفر الدقیقیؒ نے فرمایا:

مَنْ رَدَّهَا فَهُوَ عِنْدَنَا جَهْمِيٌّ وَحُكْمُ مَنْ رَدَّ هَذَا أَنْ يُتَّقَا. (۲)

’’جس شخص نے ان احادیث کو جھٹلایا وہ ہمارے نزدیک جہمی ہے، اور اس کو جھٹلانے والے کا حکم یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔‘‘

امام عباس الدوریؒ نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ هَذَا إِلَّا مُتَّهَمٌ. (۳)

’’تہمت زدہ شخص ہی اس حدیث کو جھٹلاتا ہے۔‘‘

امام اسحاقؒ بن راہویہ نے فرمایا:

الْإِيْمَانُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ وَالتَّسْلِيْمُ لَهُ. وقَالَ أَيْضاً: مَنْ رَدَّ هَذَا الْحَدِيْثَ فَهُوَ جَهْمِيٌّ. (۴)

’’اس حدیث پر ایمان رکھنا اور اسے تسلیم کرنا ہی حق ہے۔ آپؒ نے یہ بھی کہا: جس شخص نے اس حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا وہ جہمی ہے۔‘‘

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۲) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۳) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۴) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

امام عبد الوہاب الوراقؒ نے فرمایا:

لِلَّذِي رَدَّ فَضِيْلَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ: فَهُوَ مُتَّهِمٌ عَلَى الْإِسْلَامِ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرنے والا درحقیقت اسلام پر تہمت باندھنے والا ہے۔‘‘

امام ابراہیم اصبہانیؒ نے فرمایا:

هَذَا الْحَدِيْثُ حَدَّثَ بِهِ الْعُلَمَاءُ مُنْذُ سِتِّيْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ وَلَا يَرُدُّهُ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ. (۲)

’’علماء اس حدیث کو ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال سے بیان کرتے آ رہے ہیں، اور اس کو سوائے اہلِ بدعت کے کوئی نہیں جھٹلاتا۔‘‘

امام حمدانؒ بن علی نے فرمایا:

كَتَبْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ مُنْذُ خَمْسِيْنَ سَنَةً، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَرُدُّهُ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ. (۳)

’’میں نے پچاس سال سے اس حدیث کو لکھ رکھا ہے، اور میں نے اہلِ بدعت کے علاوہ کسی کو اسے جھٹلاتے ہوئے نہیں دیکھا۔‘‘

امام ہارونؒ بن معروف فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيْثٌ يَسْخَنُ اللهُ بِهِ أَعْيُنَ الزَّنَادِقَةِ. (۴)

---

(۱) خلال، السنۃ، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۲) خلال، السنۃ، ۱: ۲۱۷۔۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۳) خلال، السنۃ، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۴) خلال، السنۃ، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

’’اس حدیث کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زنادِقہ کی آنکھوں کو تپش دے رہا ہے۔‘‘

امام محمد بن اسماعیل السلمیؒ نے فرمایا:

مَنْ تَوَهَّمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ لَمْ يَسْتَوْجِبْ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مَا قَالَ مُجَاهِدٌ، فَهُوَ كَافِرٌ بِاللهِ الْعَظِيْمِ.(۱)

’’جس شخص نے یہ وہم وگمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کو وہ مقام حاصل نہیں ہوگا جو امام مجاہد نے کہا ہے، وہ اللہ رب العزت کا منکر ہے۔‘‘

امام ابنِ جریر طبریؒ نے فرمایا:

أن الله يقعد محمدا ﷺ على عرشه قول غير مدفوع صحته ولا من جهة خبر ولا نظر، وذلک لأنه لا خبر عن رسول الله ﷺ ولا عن أحد من أصحابه ولا عن التابعين بإحالة ذلک.(۲)

’’اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ اس قول کی صحت کا نقلی اور عقلی دونوں طریقوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمھم اللہ تعلی کی کوئی روایت یا قول اس چیز (حضور ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے کا) ناممکن ہونا بیان نہیں کرتا۔‘‘

امام احمد بن حنبلؒ اور امام آجریؒ نے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کے قول کو علماء کے ہاں قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۲) ابن جرير طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۷

قَدْ تَلَقَّتْهُ الْعُلَمَاءُ بِالْقُبُوْلِ.(۱)

''اس قول (حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے) کو علماء کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔''

امام محمد بن حسین آجریؒ نے فرمایا:

وَأَمَّا حَدِيْثُ مُجَاهِدٍ فِي فَضِيْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَفْسِيْرُهُ لِهَذِهِ الآيَةِ أَنَّهُ يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ، فَقَدْ تَلَقَّاهَا الشُّيُوْخُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالنَّقْلِ لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، تَلَقَّوْهَا بِأَحْسَنِ تَلَقٍّ، وَقَبِلُوْهَا بِأَحْسَنِ قَبُوْلٍ، وَلَمْ يُنْكِرُوْهَا، وَأَنْكَرُوْا عَلَى مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ إِنْكَارًا شَدِيْدًا، وَقَالُوْا: مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ فَهُوَ رَجُلُ سُوْءٍ.(۲)

''فضیلتِ نبی ﷺ میں حدیثِ مجاہد اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیتِ مبارکہ میں آپؒ کی تفسیر کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا، ان احادیث کو اکابر اہلِ علم ونقل نے حدیثِ رسول ﷺ کی بناء پر احسن طریقہ سے سیکھا ہے اور قبول کیا ہے اور انہوں نے ان کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے حدیثِ مجاہد کا رد کرنے والے شخص کی شدید مخالفت کی ہے اور کہا ہے: جس شخص نے حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا وہ برا شخص ہے۔''

المختصر ان تمام احادیث و اقوال سے ثابت ہوا کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت اپنے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ جو لوگ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اس سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں شامل ہونا لازم آتا ہے اور حضور

(۱) ۱۔ ذهبي، العلو للعلي الغفار، ۱: ۱۷۰، رقم: ۴۶۱
۲۔ أحمد بن إبراهيم، توضيح المقاصد وتصحيح القواعد، ۱: ۲۳۳

(۲) آجري، كتاب الشريعة، ۶: ۱۲۱۲، ۱۲۱۳

نبی اکرم ﷺ کے لیے (معاذ اللہ) مرتبۂ اُلوہیت ثابت ہوتا ہے اُن کی خدمت میں عرض ہے: یہ کس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر جلوہ افروز ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ نہ اُس کی کرسی عام مخلوق کی کرسی کی طرح ہوگی اور نہ اُس کا کرسی پر تشریف فرما ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ وہ اپنی شان کے لائق اپنی شایانِ شان کرسی پر استواء اور نزول فرمائے گا۔ لہٰذا یہ اعتراض بنتا ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرسی کا ثبوت اُسے مخلوق میں شامل کرنے کا موجب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق استواء و نزول فرما کر اللہ ہی رہتا ہے اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت عرش پر بیٹھ کر بھی عبد ہی رہیں گے وہ معبود اور خالق نہیں بنیں گے۔ کیونکہ اللہ کا بیٹھنا اُس کی شانِ اُلوہیت کے مطابق ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا بیٹھنا اُن کی شانِ محبوبیت اور شانِ مخلوقیت کے مطابق ہوگا۔

(۳) عرش کے دائیں طرف قیام

حضور نبی اکرم ﷺ انتہائی خوبصورت جنتی پوشاک زیبِ تن کیے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے عرش کی دائیں جانب قیام فرما ہوں گے اور تمام اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی شانِ محبوبیت کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِکَ الْمَقَامَ غَيْرِي.(۱)

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۱

۲۔ قاضي عياض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفٰی، ۱: ۱۲۸

۳۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۱۰: ۲۶۳

''اس کے بعد میں عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہو گا۔''

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ أُوْتَى بِكِسْوَتِي، فَأَلْبَسُهَا، فَأَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِهِ مَقَامًا لَا يَقُوْمُهُ أَحَدٌ غَيْرِي، يَغْبِطُنِي بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ. (۱)

''پھر مجھے لباسِ فاخرہ دیا جائے گا میں اُسے پہنوں گا۔ میں عرش کے دائیں جانب ایسے مقامِ رفیع پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی اور نہیں ہو گا، (میرے اس مقام کی وجہ سے) مجھ پر اوّلین و آخرین رشک کریں گے۔''

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرسی کے دائیں جانب حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے مسند لگائی جائے گی مگر آپ ﷺ کمالِ عبدیت کا اِظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور ادباً قیام فرما رہیں گے، اپنی مسند پر نہیں بیٹھیں گے۔ اِس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۳۔ لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقَى مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي. (۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۹۸، رقم: ۳۷۸۷
۲۔ بزار، المسند، ۴: ۳۴۰، رقم: ۱۵۳۴
۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۸۰، رقم: ۱۰۰۱۷
۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۴: ۲۳۸

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبراني، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۸

’’(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جب کہ میرا منبر خالی رہے گا، میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا رہوں گا۔‘‘

باقی انبیاء کے اپنی اپنی مسندوں پر تشریف فرما ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسند میدان حشر میں ہی مقامات فاخرہ پر ہوں گی جبکہ مسند مصطفےٰ ﷺ عرش الٰہی پر ہو گی جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

۴۔ فَيَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيْمُ عليه السلام، يَقُوْلُ: اكْسُوْا خَلِيْلِي، فَيُؤْتَى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ فَلَيَلْبِسُهُمَا ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَسْتَقْبِلُ الْعَرْشَ. (۱)

’’اُس دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ۔ پس دو سفید ملائم کپڑوں کو لایا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اُنہیں پہنیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام عرش کی جانب رخ کر کے تشریف فرما ہوں گے۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کے تشریف فرما نہ ہونے کا ایک مقصد تو بارگاہِ الٰہی کا ادب ہو گا اور دوسرا مقصد اُمت کی شفاعت ہو گا۔

...... ۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۴۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰

۵۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۹۸، رقم: ۳۷۸۷

۲۔ بزار، المسند، ۴: ۳۴۰، رقم: ۱۵۳۴

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۸۰، رقم: ۱۰۰۱۷

۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۴: ۲۳۸

اِجلاس اور قیام کی روایات میں تطبیق

ائمہ و محدثین کی بیان کردہ تشریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا اور آپ ﷺ عرش پر اللہ رب العزت کی طرف سے رکھوائی گئی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے لیکن چند احادیث سے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ عرش پر نہیں بیٹھیں گے بلکہ قیام فرما رہیں گے۔

جیسے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ایک روایت میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقٰى مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي مَخَافَةً أَنْ يَبْعَثَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيَبْقٰى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) تمام انبیاء علیهم السلام کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کریم کے حضور کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری اُمت، میرے بعد بے یار و مددگار رہ جائے۔.......‘‘

دونوں روایات حق ہیں اور دونوں حضور نبی اکرم ﷺ کی دو الگ الگ شانیں ہیں۔ ان دو روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلی روایت جس میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ جب میدانِ حشر میں عدالت لگے گی تو اللہ

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷

۳۔ ابن خزيمة، التوحيد: ۳۷۸، رقم: ۳۲۳

۴۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اور عظمت دکھانے کے لیے فرمائے گا کہ محبوب! اس کرسی پر بیٹھ جائیں، اوّلاً حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کرسی پر تشریف فرما ہوں گے، تاکہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ یہاں تک پہلی روایت کا معنی مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد مذکورہ روایات کے مطابق فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوں گے اور اِس کا سبب اوّلاً ادبِ بارگاہ الٰہی ہوگا اور ثانیاً اُمت کی بخشش و مغفرت کے لیے اضطراب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر بٹھانا اپنے محبوب کی شانِ محبوبیت دکھانے کے لیے ہوگا تاکہ پورا عالمِ محشر اُس کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محبوبیت کو دیکھ لے، کرسی پر بٹھایا جانا محبوبیت کے اظہار کے لیے ہوگا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا کھڑے ہو جانا اور کھڑے رہنا یہ آپ ﷺ کی طرف سے بارگاہِ الٰہی کے ادب اور اپنی شانِ عبدیت کا اظہار ہوگا۔ ☆

(۴) مقامِ محمود حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی یا رسول کو حاصل نہیں ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

يقيمنى ربّ العالمين منه مقامًا لم يقمه أحداً، قبلى فبكى ولم يقمه أحدًا بعدى. (۱)

”پروردگارِ عالم مجھے ایک ایسے مقام پر فائز فرمائے گا جہاں اس نے کبھی کسی اور کو فائز نہیں فرمایا، حضور ﷺ آبدیدہ ہوگئے (اور فرمایا:) اور میرے بعد اس مقام پر کسی کو فائز نہیں کیا جائے گا۔“

www.MinhajBooks.com

☆ مزید تفصیلات کے لیے اِس موضوع پر ہماری الگ تصنیف ”مقامِ محمود“ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۳، رقم: ۶۴۶۵

۲۔ ابن جوزى، الوفا بأحوال المصطفىٰ ﷺ: ۸۴۱

۱۹۔ شفاعت میں اَوّلیت کا شرف

روز قیامت سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ.(۱)

’’میں قیامت کے دن (تمام) اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر کو کھولا جائے گا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ.(۲)

’’قیامت کے دن میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا على جميع الخلائق، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۸
۲۔ أبو داود، السنن، كتاب السنة، ۴: ۲۱۸، رقم: ۴۶۷۳
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۷، رقم: ۳۱۷۲۸

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶
۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۸
۳۔ دارمی، السنن، باب: ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔‘‘

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ. (۱)

’’میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لیے شفاعت کرے گا۔‘‘

۲۰۔ شفاعتِ کبریٰ کے شرفِ عظیم کا حصول

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ محشر عطا ہونے والے اعزازات میں شفاعتِ کبریٰ وہ امتیازی اور انفرادی خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ اسے شفاعتِ عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهٖ خَآصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَآمَّةً. (۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الايمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أوّل النّاس يشفع في الجنّة وأنا أكثر الأنبياء تبعا، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۶

۲۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۵۱، رقم: ۳۹۶۷

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۵۶، رقم: ۸۸۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب التيمم، باب وقول الله تعالى: فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا، ۱: ۱۲۸، رقم: ۳۲۸

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب المساجد، باب منه، ۱: ۳۷۰، رقم: ۵۲۱

’’مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد فرمائی گئی، میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی (جائے تیمّم) بنا دی گئی لہٰذا میری امت میں سے جو شخص بھی (جہاں) نماز کا وقت پائے تو وہ وہیں پڑھ لے، میرے لئے اموالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہ تھے، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے شفاعت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّکَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللهِ. فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ.

فَيَأْتُوْنَنِي فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ

------ ۳۔ نسائي، السنن، کتاب الغسل والتيمم، باب التيمم بالصعيد، ۱: ۲۱۱، رقم: ۴۳۲

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۰۸، رقم: ۶۳۹۸

يُسْمَعُ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: إِنْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ کَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: إِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ کَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ، فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِی أُمَّتِی، فَيَقُوْلُ: إِنْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَی أَدْنَی أَدْنَی مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. (۱)

’’قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کی مانند بے قرار ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: آپ اپنے رب کی بارگاہ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التوحيد، باب کلام الرب مع الانبياء وغيرهم، ۲: ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ مسلم، الصحيح، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين، ۱: ۱۰۸۔ ۱۰۹، رقم: ۳۲۲

۳۔ ترمذي، السنن، کتاب الزهد عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في الشفاعة، ۲: ۶۶، رقم: ۲۴۳۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۶، رقم: ۱۵۷

۵۔ نسائي، السنن الکبری، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

۶۔ أبو يعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰

میں ہماری شفاعت کیجئے، وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے جس پر وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔

''پس لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا: ہاں! شفاعت کرنا تو میرا منصب ہے۔ پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور مجھے ایسے حمدیہ کلمات الہام کئے جائیں گے جن کے ساتھ میں اللہ کی حمد و ثنا کروں گا وہ اب مجھے مستحضر نہیں ہیں۔ پس میں ان محامد سے اللہ کی تعریف و توصیف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ سو مجھے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ کہو! کہ تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے نکال لو جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو پس میں جا کر یہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو! کہ تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت! پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے بھی نکال لو جس کے دل

میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسے ہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدے میں چلا جاؤں گا۔ پس فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، میری امت، پس وہ فرمائے گا: جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم بہت ہی کم بہت ہی کم ایمان ہو۔ پس میں خود جاؤں گا اور جا کر ایسا ہی کروں گا۔‘‘

۳۔ ایک اور روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

’’میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا، پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیئے کہ آپ کی سنی جائے گی اور مانگیئے کہ آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی عنایت فرما دے جنہوں نے لاإله إلا الله کہا ہے۔‘‘

پس وہ فرمائے گا:

وَعِزَّتِی وَجَلَالِی، وَكِبْرِيَائِی وَعَظَمَتِی، لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ.(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب التوحيد، باب كلام الرب ﷻ يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲
۲۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۳۱۲، رقم: ۴۳۵۱
۳۔ بيهقی، السنن الكبرىٰ، ۱۰: ۴۲
۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۲
۵۔ ابن عبد البر، التمهيد، ۱۹: ۶۷

”مجھے اپنی عزت و جلال اور کبریائی و عظمت کی قسم! میں اُنہیں ضرور دوزخ سے نکال دوں گا جنہوں نے لا إله إلا الله کہا تھا۔“

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ. (۱)

”ہر نبی کے لیے ایک قطعی دعاء مقبول ہوتی ہے جو وہ کرتا ہے، پس میں چاہتا ہوں کہ اپنی وہ دعا قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے طور پر محفوظ کر لوں۔“

۵۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الدعوات، باب لكل نبي دعوة مستجابة، ۵: ۲۳۲۳، رقم: ۵۹۴۵

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الايمان، باب إختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ۱: ۱۸۸۔۱۹۰، رقم: ۱۹۸، ۱۹۹

۳۔ ترمذي، السنن، كتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب فضل لا حول ولا قوة إلا بالله، ۵: ۵۸۰، رقم: ۳۶۰۲

۴۔ مالك، الموطأ، ۱: ۲۱۲، رقم: ۴۹۴

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة القيامه والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب منه، ۴: ۶۲۷، رقم: ۲۴۴۱

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۴، ــــ

”میرے پاس اللہ کا پیامبر آیا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ وہ میری آدھی اُمت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں، میں نے (حقِ) شفاعت اختیار کیا، اور یہ شفاعت ہر اُس مسلمان کے لیے ہے جو شرک پر نہیں مرے گا۔“

۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَأَكْفَى، أَتُرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ؟ لَا، وَلَكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ الْخَطَّائِينَ الْمُتَلَوِّثِينَ.(۱)

”مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے میں (قیامت کے روز) شفاعت کا حق اختیار کروں یا میری آدھی اُمت کو بغیر شفاعت جنت میں داخل کر دیا جائے، پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ عام تر ہے۔ تمہارے خیال میں وہ پرہیز گاروں کے لیے ہوگی؟ نہیں، بلکہ گناہ گاروں، خطاکاروں اور گناہوں سے آلودہ لوگوں کے لیے ہے۔“

.... رقم: ۴۳۱۷

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۸، رقم: ۶۴۷۰

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۳۲، رقم: ۲۲۰۷۸

۵۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۲۰، رقم: ۳۱۷۵۱

۶۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۸: ۷۲، رقم: ۱۳۳

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۴، رقم: ۴۳۱۱

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۵، رقم: ۵۴۵۲

۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۸

مذکورہ بالا حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی گناہ گار اُمت پر کتنے شفیق اور مہربان ہیں۔

۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي.(۱)

''میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔''

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہلِ ایمان میں سے تمام گنہگار لوگ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے حقدار ہوں گے۔

شفاعت کے مقامات

قاضی عیاضؒ نے ''الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (ص: ۲۷۸)'' میں شفاعت کے پانچ مقامات بیان کئے ہیں۔ امام قرطبیؒ نے الجامع لأحکام القرآن میں، امام قسطلانیؒ نے إرشاد السّاری شرح صحیح البخاری میں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور دیگر محدثین نے بھی شفاعت کے ان پانچ درجات کو قاضی عیاضؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب صفة القيامه والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب منه، ۴: ۶۲۵، رقم: ۲۴۳۵

۲۔ أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب في الشفاعة، ۴: ۲۳۶، رقم: ۴۷۳۹

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۱، رقم: ۴۳۱۰

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۶، رقم: ۶۴۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۳، رقم: ۱۳۲۴۵

(ا) شفاعتِ عامہ

روزِ قیامت تمام انبیاء کرام علیھم السلام اور اُمتوں کی طرف سے جلد حساب شروع کرنے کی درخواست کے جواب میں حضور نبی اکرم ﷺ بارگاہِ الٰہی میں حساب جلد شروع کرنے کی درخواست کریں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت کی بناء پر حساب و کتاب شروع ہو گا۔ تعجیلِ حساب کا یہی مرحلہ شفاعتِ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ ہے۔ اِسی کو شفاعتِ عامہ بھی کہتے ہیں۔

قیامت کے دن جب سورج ایک میل یا سوا نیزے کی مسافت پر ہوگا۔ ہر کوئی اُس کی تپش سے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہو گا۔ اُس روز جب ابھی حساب و کتاب بھی شروع نہیں ہوا ہو گا اور کوئی یہ نہیں جانتا ہو گا کہ حساب کب شروع ہو گا؟ لوگ آپس میں کہیں گے: اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ نبی کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب جلد شروع کرنے کی گذارش کریں۔ تمام انبیاء اس سے معذوری کا اظہار کریں گے۔ تمام انبیاء اپنی اُمتوں سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ حساب جلد شروع کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء اور ان کی اُمتوں کی اس گذارش پر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے: باری تعالیٰ حساب جلد شروع کر۔ آپ ﷺ کا اس تعجیلِ حساب کے لئے شفاعت فرمانا شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ کبری کا مقام ہوگا۔

ا۔ اس تمام منظر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَجْمَعُ اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا آدَمُ! أَمَا تَرَى النَّاسَ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، إِشْفَعْ

لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكَ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُم، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى، عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا. فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى، عَبْدَ اللهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ، عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُوْنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ لِي: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي، ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! قُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا، ثُمّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي

النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ ما يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو جمع کرے گا۔ پس وہ کہیں گے: چلو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی شفاعت کرنے والا ڈھونڈیں تاکہ وہ ہمیں اس حالت سے نجات عطا کرے۔ چنانچہ سب لوگ (حضرت) آدم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے: اے آدم! کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس حال میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے لہٰذا اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں ہماری اس حالت سے نجات عطا فرمائے۔ (حضرت) آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کے لائق نہیں، پھر وہ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله: لما خلقت بيدي، ۶: ۲۶۹۵-۲۶۹۶، رقم: ۶۹۷۵

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب قول الله: وعلّم آدم الأسماء كلها، ۴: ۱۶۲۴، رقم: ۴۲۰۶

۳۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۷

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنّة منزلة فيها، ۱: ۱۸۰، رقم: ۱۹۳

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۶، رقم: ۱۲۱۵۳

اپنی لغزش کا ان کے سامنے ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ (حضرت) نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر بھیجا تھا۔ چنانچہ سب (حضرت) نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے: میں اِس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی وہ لغزش یاد کریں گے جو اُن سے ہوئی تھی، حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: تم (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ سب لوگ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی لغزشوں کا ذکر اُن سے کریں گے۔ البتہ تم لوگ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت دی تھی اور ان سے کلام کیا تھا۔ سب لوگ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور ان کے سامنے اپنی لغزش کا ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں، تم سب لوگ (حضرت) محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اُن کے سبب اُن کی اُمت کی اگلی اور پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اپنے رب سے اِذن چاہوں گا تو مجھے اذن دے دیا جائے گا۔ پھر اپنے رب کو دیکھتے ہی اس کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا اسی حالت میں مجھے رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت منظور کی جائے گی، پس میں اپنے رب کی تعریف ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں لوگوں کو جنت

میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری بار لوٹوں گا اور اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو، سنا جائے گا، مانگو، عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا تو اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اسی حالت پر مجھے برقرار رکھے گا، پھر کہا جائے گا: اٹھو محمد! آپ کہیے سنا جائے گا، سوال کیجئے عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنے رب کی ان کلماتِ حمد سے تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں حد کے اندر رہتے ہوئے شفاعت کروں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کروں گا پھر میں لوٹ کر عرض کروں گا: اے رب! اب جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ان کے جنہیں قرآن نے روک دیا ہے اور انہیں ہمیشہ ہی وہاں رہنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم سے وہ نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کیا ہو گا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی خیر ہو گی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا ہو گا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھی خیر ہو گی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کیا ہو گا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہو گی۔‘‘

۲۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی تمام اُمت کو دوزخ سے نکال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوں گے:

يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ. وَوَجَبَ عَلَيْهِ

الْخُلُوْدُ.(۱)

’’اے رب! اب دوزخ میں صرف وہی (کفار و مشرکین) رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک لیا ہے اور اُن پر دوزخ میں رہنا لازم کر دیا گیا ہے۔‘‘

۳۔ ایک اور روایت میں ہے کہ داروغہ جہنم حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کرے گا:

وَآتِي مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّكَ فِيْ أُمَّتِكَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۲)

’’جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: اے محمد (صلى الله عليك وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت شفاعت کی قبولیت کا یہ وسیع اختیار عطا کرنا آپ ﷺ کی رضا کے لئے ہوگا، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىO(۳)

’’اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےO‘‘

گویا قیامت کے دن جو قانون لاگو ہوگا وہ عطاے خدا مبنی بر رضاے مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔

---

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ: لما خلقت بيدي، ۶: ۲۶۹۶، رقم: ۶۹۷۵

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷

۳۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۴۔ منذری، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۳) الضحى، ۹۳: ۵

(۲) بلا حساب و کتاب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا

قاضی عیاض مالکیؒ نے شفاعت کا دوسرا مقام ''حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمانا'' بیان کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت اپنی اُمت کے ایک عظیم گروہ کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے اولیاء، صلحاء اور صوفیاء کا گروہ ہو گا۔ اس سے یہ تصور بھی غلط ہو گیا کہ قیامت کے روز ہر ایک کا حساب ہو گا۔ قیامت امتحان کا دن ہے لیکن ہر ایک کا امتحان نہیں ہو گا۔ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں اس امتحان کی تیاری نہیں کی، امتحان اُنہی کا ہو گا۔ وہاں کچھ صاحبانِ امتنان بھی ہوں گے جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات ہوں گے اور وہ شکر ادا کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اُن کا امتحان اس لئے بھی نہیں ہو گا کہ ان کی کارکردگی پہلے ہی دیکھ لی گئی ہو گی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی امتحان میں گزاری۔ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کے حضور امتحان کا تھا۔ وہ اُس کی نظروں سے اُوجھل ہی نہیں ہوئے، اِن کا ہر ہر لمحہ حضوری کا تھا......، وہ ہر دم اس کی بارگاہ میں حاضر رہے......، شب و روز کی ایک ایک گھڑی ان کا امتحان تھا......، ہر شب بستر پر لیٹنے سے پہلے اُن کا امتحان تھا۔ اِنہیں کامیاب دُنیاوی زندگی بسر کرنے پر اب دوبارہ کسی امتحان کے مرحلہ سے نہیں گزارا جائے گا بلکہ اب تو وہ خود صاحبانِ شفاعت ہوں گے کہ اُنہوں نے خود کئی لوگوں کو بخشوانا ہے۔ یہ بات احادیثِ مبارکہ میں ہے اور احادیث کی درجنوں کتب اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ روایات میں اِس گروہ کے افراد کی تعداد ستر ہزار آئی ہے۔ احادیث میں یہ بھی ہے کہ ان میں سے ہر ہزار شخص اپنے ساتھ ستر ہزار افراد کو جنت میں لے کر جائے گا۔ ایک حدیث میں اِن افراد کا عدد سات لاکھ بھی آیا ہے۔

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ، شَكَّ فِيْ أَحَدِهِمَا، مُتَمَاسِكِيْنَ

آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. (۱)

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔''

۲۔ امام ترمذیؒ نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۷
۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳: ۱۱۸۶، رقم: ۳۰۷۵
۳۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۵: ۲۳۹۹، رقم: ۶۱۸۷
۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۸، رقم: ۲۱۹
۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۵، رقم: ۲۲۸۳۹

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في ـــ

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھّیاں (جہنمیوں سے بھر کر) بھی جنت میں ڈالے گا۔“

اِس سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کا حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے:

۳۔ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ. إِشْفَعْ لَنَا إِلٰی رَبِّکَ، أَلَا تَرٰی إِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰی أَحَدٍ قَبْلِي. ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِکَ مَنْ لَا حِسَابَ

.... الشفاعة، ۴: ۶۲۶، رقم: ۲۴۳۷

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد، باب صفة محمد ﷺ، ۲: ۱۴۳۳، رقم: ۴۲۸۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۶۸، رقم: ۲۲۳۰۳،

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۴،

۵۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۱: ۲۶۰، ۲۶۱، رقم: ۵۸۸، ۵۸۹

عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ.(۱)

’’سب لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے آپ کی اُمت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ (حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ) میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب ﷻ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسنِ تعریف کے ایسے دروازے کھولے گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور پر اُس نے نہیں کھولے تھے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، کہا جائے گا: اے محمد! اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے جنت کے دائیں دروازے سے جنت میں داخل کیجئے۔‘‘

گویا ہیں تو وہ بغیر حساب و کتاب جنت کے حقدار، لیکن جنت میں داخلے کی اجازت حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل اور شفاعت سے ہی ملے گی۔

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب التفسير، باب ذرية من حملنا مع نوح إنّه کان عبدا شکورا، ۴: ۱۷۴۵۔ ۱۷۴۷، رقم: ۴۴۳۵

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۸۴، رقم: ۱۹۴

۳۔ ترمذي، السنن، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في الشفاعة، ۴: ۲۲۸۔ ۲۳۰، رقم: ۲۴۳۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۲۳

درج ذیل احادیث سے یہ بات مزید پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف اِن افراد کو جنت میں داخل فرمائیں گے بلکہ آپ ﷺ کو اِن افراد کی تعداد میں اضافہ کا اختیار بھی حاصل ہوگا۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِيءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.(۱)

’’میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی اُون کی چادر کو اُٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹٦، رقم: ٦۱۷٦،
۲۔ بخاري، الصحيح، کتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ۵: ۲۱۸۹، رقم: ۵۴۷۴
۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۷، رقم: ۲۱٦
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۰۰، رقم: ۹۲۰۲
۵۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۹۲، رقم: ۹۷۰

وہ مجھے ان میں شامل فرما لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو اس کو ان میں شامل فرما لے، پھر ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔‘‘

۵۔ ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي ﷻ، فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذَالِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِيْ. (۱)

’’حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ستر ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے رب ﷻ سے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ۷۰ ہزار کا میرے لئے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ بے شک یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہو گا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو پہنچے گا۔‘‘

اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے ستر

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۶، رقم: ۲۲
۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۱۲
۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۳۹۳

ہزار افراد میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا

قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ شفاعت کی تیسری قسم حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے اُن افراد کو بھی اپنی شفاعت سے جنت میں داخل فرمانا ہے جن کے گناہوں کے باعث ان پر دوزخ میں ڈالا جانا لازم ہو چکا ہو گا۔ اُن پر دوزخ کے واجب ہو جانے کا اعلان ہو چکا ہو گا لیکن ابھی دوزخ میں داخل نہیں کیے گئے ہوں گے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی شفاعت سے ان کو بخشوا لیں گے۔ لہٰذا ان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے گا اور اُنہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۱۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث اس تصور کو واضح کرتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأُعْطِي لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَإِنِّي آتِي بَابَ الْجَنَّةِ، فَآخُذُ بِحَلْقَتِهَا، فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ: أَنَا مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُوْنَ لِي، فَأَدْخُلُ، فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَى أُمَّتِکَ فَمَنْ وَجَدْتَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. فَأُقْبِلُ، فَمَنْ وَجَدْتُ فِي قَلْبِهِ ذٰلِکَ، فَأُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا

الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُولُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، أَیْ رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَی أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِیْ قَلْبِهِ نِصْفَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ. فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أُدْخِلُهُمُ الْجَنةَ. فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبْ إِلَی أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أَدْخَلْتُهُمُ الْجَنَّةَ.

وَفَرَغَ اللهُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَأُدْخِلَ مَنْ بَقِیَ مِنْ أُمَّتِی النَّارَ مَعَ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ النَّارِ: مَا أَغْنٰی عَنْکُمْ أَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اللهَ لَا تُشْرِکُوْنَ بِهِ شَيْئًا؟ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: فَبِعِزَّتِي لَأُعْتِقَنَّهُمْ مِنَ النَّارِ. فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ، فَيَخْرُجُوْنَ وَقَدِ امْتَحَشُوْا، فَيَدْخُلُوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي غُثَاءِ السَّيْلِ، وَيُکْتَبُ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللهِ ﷻ، فَيُذْهَبُ بِهِمْ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَلْ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الْجَبَّارِ ﷻ.(۱)

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۶۹

۲۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک قیامت کے دن جملہ مخلوقات میں سب سے پہلے میرے جسمِ اطہر سے زمین ہٹائی جائے گی اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا مجھے تھما دیا جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا۔ بے شک میں جنت کے دروازے کے پاس آ کر اس کی کنڈی پکڑ لوں گا تو فرشتے (اندر سے) پوچھیں گے: کون؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے تو میں اندر داخل ہوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ میرا استقبال فرمائے گا تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس جایئے اور جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل فرما دیجئے۔ میں آؤں گا اور جس کے دل میں اتنا ایمان پاؤں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہے تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی

......

۳۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۶: ۳۲۳، رقم: ۲۳۴۵

۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۶، رقم: ۸۷۷

۵۔ مروزي، تعظيم قدر الصلاة، ۱: ۲۷۶، رقم: ۲۶۸

بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جایئے اور جس کے دل میں آدھے جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل کیجئے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کے دل میں اتنی مقدار میں ایمان پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ رب العزت میرے سامنے جلوہ افروز ہیں تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس اللہ تعالی فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات مانی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جایئے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان موجود ہو اس کو جنت میں داخل کیجئے، پس میں جاؤں گا اور جن کے دل میں ایمان کی اتنی مقدار پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

’’اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا اور میری امت میں سے باقی جو لوگ بچ جائیں گے وہ اہلِ نار کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پس دوزخ والے لوگ ان کو طعنہ دیں گے: تمہیں اس چیز نے کوئی فائدہ نہیں دیا کہ تم اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے؟ اس پر اللہ رب العزت فرمائے گا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کو ضرور جہنم کی آگ سے نجات دوں گا۔ پس ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تو وہ اس حال میں اس سے نکلیں گے کہ بری طرح جُھلس گئے ہوں گے، پھر وہ نہرِ حیات میں داخل ہوں گے تو اس میں سے اس طرح نکلیں گے جس طرح پانی

کے کنارے دانہ اُگتا ہے۔ ان کے ماتھے کے درمیان لکھ دیا جائے گا یہ ’’عُتَقَاءُ اللہ‘‘ (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں۔ وہ فرشتہ ان کو لے جائے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ اہلِ جنت انہیں کہیں گے: یہ لوگ جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ ’’عُتَقَاءُ الجبّار‘‘ (اللہ تعالیٰ جبّار کے آزاد کردہ) ہیں۔‘‘

۲۔ درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

فَمَا أَزَالُ أَشْفَعُ حَتَّى أُعْطِى صِكَاكًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَآتِي مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِیْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۱)

’’میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں (اپنی اُمت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کر لوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیك وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔‘‘

(۴) اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا

حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی کی حد یہ ہوگی کہ روزِ قیامت آپ ﷺ اپنی اُمت کے اُن گنا ہگاروں کو، جو اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جا چکے ہوں گے، دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے اِس کو آپ ﷺ کی شفاعت کی چوتھی قسم قرار دیا ہے۔

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱